سوال

(36) عمرو بن مالک الاول لا یجتمعان فیہ قطعا پر کیا دلیل ہے۔؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ابوداود کتاب الزکوۃ میں صدقہ ابوطلحہ صحابی کا اپنے اقربا پر ارض اریحا یا بیر حا کا مذکور ہے۔ اس میں نسب نامہ ابوطلحہ صحابی اور ابی ابن کعب صحابی کا ذکر کیا ہے اس پر صاحب عوف المعبود نے مسامحہ کا دعوی کیا ہے۔ پھر اس صاحب بذل الجھود نے تعاقب کیا ہے اور لکھا ہے: ولیس فیہ شامۃ مسامحۃ کما ادعاہ صاحب العون میرے خیال میں صاحب البذل کی خود ساخت ہے بلکہ غلطی ہے۔ وہ عبارت احیاء کو اور مقصد صاحب العون کو نہیں سمجھے اور بقول ان کے جب زیادتی عمر بن مالک کے بعد زید مناۃ کے نساخ کی غلطی ہے۔ تب عمرو بن مالک اب تاسع کیسے ہوسکتا ہے؟ اور اگر یہ لکھنا کہ عمرو بن مالک الاول لا یجتمعان فیہ قطعا پر کیا دلیل ہے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

میرے نزدیک بھی ابوطلحہ کے نسب میں زید مناۃ اور عدی بن عمرو بن مالک سے درمیان عمرو بن مالک کی زیادۃ وحبانہ سے نساخ کی غلطی ہے۔

اس لئے کہ تہذیب التہذیب اسد الغابہ استیعاب طبقات ابن سعد یہ زیادۃ موجود نہیں ہے۔ اور اس لئے کہ صحیح بخاری میں بھ ابوودو اور کتب مذکورہ بالا کی طرح بغیر اس زیادۃ کے ان کا نسب نامہ مذکور ہے۔ اور صحیح بخاری کے کسی شارح نے اس عدم زیادۃ پر استدرک نہیں کیا ہے۔ اور اس لئے حسان بن ثابت (جو ابوطلحہ کے ساتھ اب ثالث حرام میں مل جاتے ہیں) کے نسب نامہ میں خود صاحب اصابہ نے اس زیادۃ کو ذکر نہیں کیا ہے جس طرح کہ اوروں نے نہیں کیا ہے۔

(2) غور طلب اور محتاج حل ابوداود کی یہ عبارت قال الانصاری: بین ابی وابی طلحۃ ستۃ آبا صحیح بخاری ایک نسخہ میں یہ عبارت اس طرح واقع ہے: وابی الی ستۃ آباء الی عمرو بن مالک انتہی فقولہ الی عمرو بن مالک بدل من قولہ الی ستۃ آباء عادۃ الجادہو یتعلق بہ بمحذوف والمعنی وابی یجامع حسان واباطلحہ الی ستۃ آباء من آباء الی عمرو بن مالک فافہم

صاحب عون کے خیال میں سنن ابوداود کی اس عبارت سے محمد بن عبداللہ بن مثنی الانصاری کا مقصد یہ ہے اور یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ: ابی اور ابوطلحہ دونوں عمرو بن مالک میں مل جاتے ہیں جواب سادس ہیں اسی طرح ابوطلحہ کے بھی اب سادس ہیں۔ چنانچہ صاحب عون لکھتے ہیں: وکلام الانصاري يشير بان عمرو اب سادس لابی طلحۃ ایضا انتہی لیکن عمرو بن مالک کا ابوطلحہ کے سادس ہونا واقعہ کے خلاف ہے کما یخفی کیونکہ عمرو بن مالک ابوطلحہ کے لئے اب سابع ہیں نہ سادس۔ پس اگر انصاری کا مقصد وہی ہے جو صاحب عون کے خیال میں آیا ہے اور جس کو انہوں نے اپنے لفظوں میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور جس پر ہم نے خط کھینچ دیا ہے تو بلاشبہ انصاری سے مسامحہ ہوا ہے۔ کیونکہ عمرو بن مالک ابی کے تو اب سادس ہیں لیکن ابوطلحہ کے اب سادس نہیں ہیں۔ بلکہ اس سابع ہیں۔

اور صاحب بذل کے خیال میں انصاری یہ بتانا چاہتے ہیں کہ : طرف اول میں ابی طلحہ اور طرف آخر میں دونوں کو ملانے والے اب کے درمیان کتنے اباء آتے ہیں ان دونوں طرفوں کے مابین آباء کی تعداد ہے ۔ چنانچہ ابو طلحہ اور عمر بن مالک کے درمیان چھ آباء ہیں سہل سے سود حرام عمرو زید مناۃ عدی ۔ اسی طرح ابی اور عمر بن مالک کے درمیان بھی چھ آباء ہونے چاہئیں تاکہ انصاری کے کلام کی تصدیق ہوجائے ۔ لیکن ایسا ہے نہیں کیونکہ ابی اور عمر بن مالک دے درمیان پانچ ہی آباء ہیں ۔ کعب قیس عبید زید معاویہ ۔ اس لئے صاحب بذل کو انصاری کے قول سبہ آباء کے بعد باعتبار ابی طلحہ بڑھانا پڑا تاکہ انصاری کا کلام (اگر ان کا مقصد وہی ہے جو صاحب بذل نے سمجھا اور ظاہر کیا ہے ۔ دونوں مطلبوں کی بنا پر مسامحہ سے خالی نہیں ہے ۔ صاحب عون نے تو مسامحہ کو صاف بیان کردیا اور صاحب بذل نے باعتبار ابی طلحہ کر یہ کوشش کی کہ اس نے مطلب کی صورت میں جو مسامحہ ہے وہ مندفع ہوجائے اور کسی کو یہ وہم وخیال نہ پیدا ہو کہ صاحب بذل کے سمجھے ہوئے مطلت کی بنا پر بھی انشاری کی عبارت میں مسامحہ ہونے کا خیال نہ ہو۔

ہماری اس تقریر سے معلوم ہوا کہ انصاری کا کلام خواہ اس وہ مطلب ہو جو صاحب عون نے سمجھا ہے یا وہ مطلب ہو جو صاحب بذل نے سمجھا اور ظاہر کیا ہے ۔ دونوں مطلبوں کی بنا پر مسامحہ سے خالی نہیں ہے ۔ صاحب عون نے اس مسامحہ کو صاف بیان کردیا اور صاحب بذل نے باعتبار ابی طلحہ کر یہ کوشش کی کہ اس نئے مطلب کی صورت میں مسامحہ وہ مندفع ہوجائے اور کسی کو یہ وہم وخیال نہ پیدا ہو کہ صاحب بذل کے سمجھے ہوئے مطلب کی بنا پر انصاری کی عبارت مسامحہ ہے ۔

حالانکہ مسامحہ کے تصور اور خیال کے بچانے کے لئے باعتبار وابی طلحہ بڑھا کر انہوں نے یہ غلطی کی ہے کہ طرف اورل اور طرف ثانی کے درمیان چھ آباء آنے کو ابو طلحہ کے ساتھ مخصوص کردیا درآنحالیکہ انصاری یہ دعوی ابی کے متعلق بھی کررہے ہیں ورنہ بین ابی وابی طلحہ الی ستۃ آبا کے کہنے کی کیا ضرورت تھی ۔ صرف یہ کہہ دیتے کہ بين ابي طلحه و عمرو مالك الذى يجمع آباء طلحة ستتة آباء فافهم

3۔ صاحب عون کے نعم علی مافی الاصابہ یصیر عمرو بن مالکالخ پر صاب بذل نے جو گرفت کی ہے وہ میرے نزدیک صحیح ہے ۔

اصابہ اور صاحب عون کی عبارتوں کا مطلب یا ور مقصد واضح ہے ۔ اصابہ کے بیان کردہ نسب نامہ کر روسے (اگر اس کی صحت تسلسم کرلی جائے) وہ عمر بن مالک جو زید مناۃ اور عدی بن عمر بن ومالک درمیان زیادہ کیا گیا ہے ابو طلحہ کا اب سادس تو ہے لیکن ابو طلحہ اور ابی طو قطعا نہیں جمع کرتا ۔ یعنی : بلاشبہ دونوں کا نسب اس عمرو بن مالک اول میں نہیں ملتا بلکہ عدی سے اوپر عمر بن مالک ثانی میں میں ملتا ہے اور جو بناء تسلیم صحت نسخہ اصابہ دونوں کو جمع کرنے والا یہ عمرو بن مالک ثانی ابو طلحہ کا اب ثانی ہے ۔ اور انصاری (بناء علی مفھمہ صاحب العون) یہ بتانا چاہتے ہیں جس عمرو بن مالک میں دونوں کا نسب ملتا ہے وہ ان دونوں کا با سادس ہے نہ مطلق عمر بن مالک ۔

4۔ عمرو بن مالک اول میں دونوں کے عدم اجتماع کی دلیل طلب کرنا ابی اور ابو طلحہ کے نسب ناموں سے آنکھیں بند لینے کے مرادف ہے ۔ کاش آپ نے اصابہ اور صاحب عون کی عبارتوں کی خود تشریح کردی ہوتی ۔ اور ابی او بو طلحہ کا عمر بن مالک اول میں اجتماع ثابت کردیا ہوتا ۔ علی سبیل اللاجمال دوسرے عدم فہم کا الزام رکھ دینا اور خود کچھ نہ کہنا اوتشریح سے گریز کرنا معنی الشعر فی بطن الشاعر کے مثل ہے یا کچھ اور مقصود ہے ۔ محدث

ج : قرآن کے اندر بیان کیے گئے زکان کے ہشتگانہ مصارف میں فی سبیل اللہ کا معنی اور مفہوم جو لوگ (جماعت اسلامی اور ابعض علماء اہلحدیث) اللہ کی راہ میں یعنی ہر نیک کام یا وہ نیک عمل جس سے دین اسلام کی نشر واشاعت اور تبلیغ ہوسکے بیان کرتے ہیں ۔ کے نزدیک مسجد وہ مدرسہ اور مسافر خانہو پل وشفا خانہو غیرہ کی تعمر و نیز مدرسین و مبلغین وحجاج وائمہ مساجد وغیرہ سب ہی سبیل اللہ میں داخل ہیں ۔ اگرچہ وہ غنی یعنی صاحب نصاب ہوں ۔ لیکن ہمارے نزدیک فی سبیل اللہ کا یہ لغوی معنی قطعا مراد نہیں ہے ۔ بلکہ اس سے جہاد بالسلاح اور ضروریات جہاد جس میں مجاہدین اور غزاۃ داخل ہیں مرادر ہے ۔ مجاہد بالسلاح اگرچہ غنی ہو اس کےلیے جہاد کے وقت زکوۃ کی رقم اپنے کام لانا اپنے اوپر خرچ کرنا جائز اور درست ہے ۔ ارشا نبوی ہے : لاتحل الصدقة لغنى الا لخمسة لغاز فى سبيل الله الخ (1)

محض فقراء ومساکین کی ضروریات علاج کی لیی زکاۃ کی رقم سے شفاخانہ بنواکر اس میں صرف غریبوں یعنی : فقراء ومساکین کے علاج کا انتظام کرنا اور ان کو بلاقیمت دوا دینا اور ان کے علاج کے سلسلے میں زکاۃ کی رقم سے ڈاکٹر وغیرہ کی تنخواہ دینا جائز ہوگا کہ ایسے شفاخانہ سے صرف وہی لوگ متنفع ہوں گے جو فقیر ومسکین ہونے کی بنا پر زکوۃ کے مثرف ہیں ۔ اغنیاء کو اس سے فائدہ اٹھانے کا حق نہیں ہوگا وہ زکاۃ کا مصرف نہیں ہیں ۔ ہماری مرقومہ احتیاط پر عمل ہوسکے تو زکوۃ کی رقم سے شفاخانہ بنواکر صرف غریبوں کیو اس سے فائدہ

پہونچانے میںشرعاکوئی کراہت وقباحت نہیں ہوگی۔ ہذاماظہرلی وتحقق عندی والعم عنداللہ تعالی۔ مکاتیب

(1)جن مولویو،کی نزدیک فی سبیل اللہ عام ہے یعنی ہر کار خیر کوشامل ہے۔ ان کے یہاں عشرزکوۃ فطر کے بارے بڑی گنائش ہے اورجن محققین کے نزدیک فی سبیل اللہ سے مراد صرف جہاد بالسیف اور مجاہدین بالسف اور ضروریات جہاد کے علاوہ کسی اورجگہ نہیں حرچ کی جاسکتی ہے۔

صدقۃ الفطر غیر مسلم کونہیں دینا چاہیے صدقۃ الفطر واجبات وفرائض سے ہےاورواجبات صدقہ کاکسی غیر مسلم کودینا درست نہیں ہے اوس کے مستحق صرف مسلمان فقراء ومساکین ہیں۔

زکوۃ کے مصارف ہشتگانہ مذکورہ فی القرآن میں ایک مصرف مؤلفۃ القلوب ہے۔اگرکسی غیر مسلم کے بارے میں یہ توقع ہوکہ وہ مالی معاونت اورداد پش کی وجہ سے اسلام اورمسلمانوں کی طرف مائل ہوکر اسلام قبول کرلے گایا مسلمان اس کے شر اورفتنہ وایذا سے محفوظ رہ سکیں گے تو ایسی صورت میں غیر مسلم کوزکوۃ وعشر اورفطرہ کی رقم بطورتالیف قلب دے سکتے ہیں۔

توخذ من اَغنیاء ہم وترد علی فقرائہم کاارشاد نبوی فقراء مسلمین اورمویشی کی زکوۃ اورغلہ کے بارے میں ہےاوریہی حکم سونے چاندی کی زکوۃ کا بھی ہے کہ مسلم اغنیاء سے وصول کر فقراء اوردوسرے مینہ مصارف میں صرف کی جائےگی اورجوحکم زکوۃ وعشر کا ہے وہی صدقۃ الفطر کا بھی ہے۔چرم قربان اورنذر کےپیسے بھی صرف مسلمانوں کودیئے جائیں گے البتہ ایصال ثواب ہر محتاج غریب کودے کرکیا جاسکتاہےاپنی زکوۃ وعشر اور فطر نذر ونیاز اور ایصال ثواب کی رقم خودلپنے اوپرخچ کرنادرست نہیں ہے چرم قربانی بغیر فروخت کیئےہوئےاپنے کام میں لاسکتاہے۔ واللہ اعلم۔ مکاتیب

مدرسہ کے مدرس سےچندہ وصول کرنے کاکام رمضان کی چھٹیو میں لینا اوراس کواس کام کی اجرت میں ایک مہینہ کی پوری تنخواہ رمضان کی مقرر تنخواہ کے علاوہ یعنی : رمضان کی ڈبل تنخواہ دینا جائز ہے۔ شرعااس میں کوئی مشاقہ نہیں ہے اوراگر ناظم اراکین مدرسہ کے مشورہ اوررائے سے اپنی نظامت کی ماہانہ تنخواہ معین کرالے اورمدرسین اوردوسرے ملازمین کی طرح مقرر تنخواہ لیا کرے توشرعا اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن ناظم کا یاکسی دوسرے ملازم کا یاکسی چندہ وصول کرنے والے کاشدہ چندہ کا1/2یا3/4/لینادرست نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ اجرت معلوم نہیں ہے بلکہ مجہول ہے کسی کونہیں معلوم کہ چندہ کتنا وصل ہوگا؟ اوراس کاچوتھائی یاتہائی یاپچھٹاں یادسواں حصہ کتنا ہوگا اس معاملہ کوزمین کے بٹائی کے معاملہ پرقیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔ کمالایخفے

چندہ دہندگان کی طرف سے چندہ وصول کرنے والوں کوجوان کے قریبی ہوتے ہیں چندہ وصول کرنے والوں کوان کا لینا جائز ہے بشر طیکہ مدرسہ کے چندہ پراس تبرع کاکوئی اثرنہ پڑے یعنی اس میں کمی نہ کی جائے

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔کتاب الزکاۃ

صفحہ نمبر 79